پیکر اخلاص حافظ دین محمد رحمۃ اللہ علیہ

چوہدری محمد یٰسین ظفر پرنسپل جامعہ سلفیہ

اس نفسا نفسی اور خود غرضی کے دور میں جب ہر شخص اپنے مفادات کے لیے دوڑ بھاگ کر رہا ہے۔ خونی رشتے، ہمدردی اور اپنائیت سے عاری دوستی اور تعلقات کی بنیاد دنیاوی مفادات ہوں۔ ان حالات میں کسی ایسی شخصیت سے ملاقات ہو جانا جو سراپا محبت پر خلوص اور بے لوث دعائیں دینے والا جس کی زبان پر صداقت آنکھوں میں شرم وحیاء اور چہرہ منور ہو۔ روشن اور کشادہ پیشانی پر شرافت نمایاں ہو۔ اپنی نرم اور شریں بیانی سے دل کے نہاں خانے میں اترنے کا سلیقہ جانتا ہو۔ ہمدردی، شفقت اور محبت باٹنا جس کا مشن ہو۔ اعلی اور بلند اخلاق جس کا زیور ہو۔ تو سوچیئے کہ آپ کے کیا احساسات ہونگے؟ جی ہاں اس گئی گزری دنیا میں ابھی ایسے لوگ موجود ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے ان کمالات سے نوازا ہے۔ ایسے لوگوں کے دم قدم سے دنیا کی رونقیں ہیں۔ ایسے پاک باز اور اوصاف حمیدہ سے مزین لوگوں میں ہمارے پیارے ممدوح جناب حافظ محمد دین رحمہ اللہ تعالیٰ بھی شامل تھے۔

حافظ محمد دین صاحب مرحوم سے پہلی ملاقات جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں ہوئی۔ جب ان کے فرزند ارجمند مولانا عبدالماجد جامعہ سلفیہ میں زیر تعلیم تھے۔ اور موصوف ان سے ملنے جامعہ میں تشریف لائے۔ سفید بغیر آستینوں کے کھلا کرتا اور تہہ بند سر پر سفید رومال انکی شرافت اور علمی وجاہت کی گواہی دے رہا تھا۔ گفتگو میں عاجزی وانکساری احترام ومحبت واضح نظر آرہا تھا۔ چاہت واپنائیت ایسی جیسے برسوں سے واقف ہو۔ قدم قدم پر پر خلوص دعاؤں نے گرویدہ بنالیا۔ پھر یہ تعلق احترام ومحبت اور اخوت کے مقدس رشتوں میں تبدیل ہوا۔ حافظ صاحب ہر ہفتے فون پر خیریت دریافت کرنے میں سبقت لے جاتے۔ طرفین کی خیریت کے بعد آپ کی زیادہ تر گفتگو دعوت وتبلیغ پر ہوتی۔ جامعہ سلفیہ کی تعلیمی واصلاحی سرگرمیوں اور اس کی تعمیر وترقی موضوع سخن ہوتا۔ اور ڈھیروں دعاؤں سے اس کا اختتام ہوتا۔ دین سے وابستہ لوگوں کے لیے اشک بار آنکھوں سے دعائیں آپ کا وطیرہ تھا۔

موصوف شیخ الحدیث مفتی محمد صدیق رحمہ اللہ سرگودھوی کے خصوصی شاگردوں میں سے تھے۔ تعلیم کے ساتھ اعلی تربیت ہوئی تھی۔ اساتذہ کرام کا تذکرہ بڑے احترام سے کرتے۔ خصوصاً بزرگ علماء اور اکابرین کے ساتھ بڑی عقیدت کا اظہار فرماتے۔ دعوت وتبلیغ کے لیے ہمہ وقت مصروف رہتے۔ آپ کی

سعی جمیلہ سے بھاگٹانوالہ اوراس کے گردونواح میں لاتعداد لوگ آپ کے حلقہ میں شامل ہوئے۔ خصوصاً اپنے گاؤں چک 23 (اہلحدیثاں والا) میں سالانہ کانفرنس بڑے تزک واحتشام کے ساتھ منعقد کرتے۔ اور نامور خطباء اور واعظین تشریف لاتے۔ کانفرنس کا آغاز خطبہ جمعہ سے فرماتے۔ اور پھر رات گئے تک تبلیغی سلسلہ جاری رہتا۔ مجھے بارہا اس عظیم الشان کانفرنس میں شرکت کا موقعہ ملا۔ خصوصی دعوت نامہ ارسال کرتے۔ اور مجھ جیسے طالب علم کو بھی گفتگو کا موقع دیتے۔ حوصلہ افزائی اور دل رکھنے کے لیے ستائشی کلمات سے نوازتے۔ آپ بہت بامروت اور مہمان نواز تھے۔ تمام علماء کے ساتھ نہایت مشفقانہ رویہ اختیار کرتے تھے۔ میرا یہ گمان ہے کہ مجھ سے زیادہ کسی سے پیار نہیں کرتے تھے۔ والدہ ماجدہ کی رحلت پر جامعہ میں تعزیت کے لیے تشریف لائے۔ ماں کے مقام ومرتبہ کا تذکرہ کرتے ہوئے زاروقطار رونے لگے۔ اور پرنم آنکھوں کے ساتھ دعائے مغفرت فرمائی۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ساتھ غیر مشروط وابستگی تھی۔ اپنی تمام تر صلاحیت اور وسائل جمعیت کے لیے وقف تھے۔ کوئی پروگرام یا جلسہ ہو۔ آپ پیش پیش ہوتے۔ سرگودھا میں منعقد ہونے والی آل پاکستان اہل حدیث کانفرنس کے انعقاد پر آپ نے مثالی کردار ادا کیا۔ موٹروے سے سرگودھا شہر تک جگہ جگہ بینرز آویزاں کیے۔ جن پر مرکزی جمعیت کے نصب العین اور مقاصد کو واضح کیا گیا۔ اور ان کے عقائد ونظریات اور طریقہ کار پر روشنی ڈالی گئی۔ بھاگٹانوالہ میں استقبالیہ کیمپ قائم کیا۔ اس موقع پر جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے ذمہ تمام شرکاء کانفرنس کو کھانا کھلانا تھا۔ جس کے لیے جامعہ کے شیخ الحدیث سے لیکر ادنی طالب علم تک خدمت بجالارہے تھے۔ اس منظر کو دیکھ کر آپ آبدیدہ ہوگئے۔ اور پرخلوص دعاؤں سے نوازا۔ اور جگہ جگہ اس کی تحسین کی۔ چونکہ بعض علماء نے کانفرنس کا بائیکاٹ کیا تھا۔ جس پر کافی دل گرفتہ اور رنجیدہ تھے۔ انہوں نے اپنی وفات تک مرکزی جمعیت کے ساتھ وفاداری نبھائی۔

حافظ صاحب سحر انگیز شخصیت کے مالک تھے۔ جو ایک مرتبہ ملتا گرویدہ ہوجاتا۔ آپ بہت مردم شناس تھے۔ '' **انزلوا الناس منازلھم** '' پر پوری طرح عمل کرتے۔ آپ کی ضیافت سے لطف اندوز ہونے کا بارہا موقعہ ملا۔ اگر کسی وجہ سے حاضری کا شرف حاصل نہ ہوتا۔ تو خشک راشن بجھوادیتے۔ یہ آپ کا بڑا پن تھا۔ کہ میرے ساتھ اپنے بیٹوں جیسا سلوک کرتے۔ **اللھم اغفرله وارحمه۔**

جس سال عبدالماجد نے جامعہ سلفیہ سے سند فراغت حاصل کی۔ اختتام صحیح بخاری کی تقریب